والدین، اولاد، قریبی رشتہ دار اور بیوی کا نفقہ

منور سلطان ندوی
(رفیق علمی مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء لکھنؤ)

نفقہ کا لغوی معنی

نفقہ کا لغوی معنی ہے: الاخراج یعنی نکالنا، انسان جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے، اسے نفقہ کہا جاتا ہے۔

شریعت میں نفقہ کا مطلب ہے روزمرہ کے اخراجات، جس میں کھانا، کپڑا اور رہائش شامل ہیں۔

نفقہ کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں، اول: جو انسان خود اپنی ذات پر خرچ کرے، اگر وہ اس پر قادر ہو، دوم: وہ نفقہ جو ایک انسان پر دوسرے انسان کے لئے واجب ہوتا ہے۔ دوسرے انسان پر واجب ہونے والے نفقہ کے تین اسباب ہیں: زوجیت، قرابت، ملک۔ زوجیت میں شوہر وبیوی، قرابت میں والدین اور دیگر رشتہ دار اور ملک میں غلام اور باندی شمار ہوتے ہیں۔

حضرت جابر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان كان أحدكم فقيرا فليبدأ بنفسه فان فضل فعلى عياله فان فضل فعلى قرابته۔ (صحيح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ میرے پاس ایک دینار ہے، میں اسے کہاں خرچ

کروں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی ذات پر خرچ کرو، صحابی نے کہا میرے پاس دوسرا دینار ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد پر خرچ کرو، صحابی نے دریافت کیا اگر میرے پاس تیسرا دینار بھی ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی پر خرچ کرو، صحابی نے دریافت کیا اگر میرے پاس چوتھا دینار بھی ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے خادم پر خرچ کرو، صحابی نے پھر دریافت کیا کہ اگر میرے پاس پانچواں درہم بھی ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انت ابصر۔ تم خود سمجھدار ہو۔ (سنن ابوداؤد، مسند احمد)

ماں باپ کا نفقہ

ماں باپ کا نفقہ اولاد پر واجب ہے، جمہور فقہاء کی یہی رائے ہے۔

دلائل اس طرح ہیں:

۱۔ وقضی ربك الا تعبدوا الا ایاه وبالولدین احسانا (سوره اسراء:۲۳)

اور آپ کے پروردگار نے فیصلہ فرمادیا کہ تم لوگ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، ماں باپ کے ساتھ بہتر سلوک کرو۔

احسان کا تقاضہ یہ ہے کہ والدین اگر ضرورت مند ہوں تو ان پر خرچ کیا جائے۔

۲۔ وصاحبهما فی الدنیا معروفا (سوره لقمان)

یہ آیت کافر والدین کے بارے میں نازل ہوئی، اسی بنیاد پر فقہاء کی رائے ہے کہ والدین مسلمان نہ ہوں تب بھی ان کا نفقہ اولاد پر واجب ہوگا۔

معروف یہ نہیں ہوگا کہ انسان خود تو اچھا کھائے، اور والدین کو بھوکا چھوڑ دے۔

۳۔ ووصینا الانسان بوالدیه حسنا۔ (سوره عنکبوت:۸)

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی۔

٤۔ ووصینا الانسان بوالدیه حملته امه وهنا علی وهن وفصله فی عامین ان اشکرلی ولوالدیك الی المصیر۔ (سوره لقمان:١٤)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں بڑی تاکید کی، اس

لئے کہ اس کی ماں بے حد کمزوری سے دوچار ہوکر اس کو اپنے پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑاتا ہے، کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرتے رہو، آخر میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

شکر کا مطلب ہے کہ والدین کے ساتھ بہترین سلوک کیا جائے، اوران کے احسانات کو چکانے کی کوشش کی جائے۔

۵۔عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ :ان اطیب ماا کلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم ۔(سنن الترمذی،ابواب الاحکام،حدیث نمبر:۱۳۵۸)

بعض روایات میں ''فکلوہ ھنیئامریئا'' کا اضافہ بھی ہے۔

۶۔حضرت عمرو بن شعیب روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

ان لی مالاوولدا وان والدي یحتاج مالی قال رسول الله ﷺ :انت ومالك لوالداك، ان اولادکم من اطیب کسبکم فکلوا من کسب اولادکم۔(سنن ابی دائود،حدیث نمبر: ۳۵۳۰)

۸۔رسول اللہ ﷺ سے ایک صحابی نے پوچھا:

من ابر ؟قال امك،ثم امك ،ثم امك ،ثم اباك ،ثم الاقرب فالاقرب۔(سنن ابی دائود، کتاب الادب،حدیث نمبر:۵۱۳۹)

جمہور فقہاء کے نزدیک ماں، باپ کی طرح دادا، دادی، اوراس کے اوپر کے افراد کا نفقہ بھی واجب ہوتا ہے، امام مالک کے نزدیک دادا دادی کا نفقہ واجب نہیں ہوگا۔

مشہور حنبلی عالم علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

ویجب الانفاق علی الاجداد والجدات وان علوا وولد الولد وان سفلوا وبذلك قال الشافعی والثوری واصحاب الرای ،وقال مالك :لا تجب

النفقة عليهم ولا لهم ۔(المغنی، ج۱۱،ص:٣٧٤)

اصول کا نفقہ کب واجب ہوگا؟

اولاد پر والدین کا نفقہ اس وقت واجب ہوگا جب درج ذیل شرائط پائی جائیں:

۱۔ والدین غریب ہوں، ان کے پاس مال نہ ہو

۲۔ وہ کمانے پر قادر نہ ہوں، اس شرط کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک والدین کمانے پر قادر ہوں، تب بھی اگر ان کے پاس مال نہیں ہے تو اولاد پر ان کا نفقہ واجب ہے، جبکہ امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک والدین اگر کمانے پر قادر ہیں تو ایسے والدین کا نفقہ اولاد پر واجب نہیں ہوگا۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ قرآن میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے، اور اف تک نہ کہنے کا بھی حکم ہے، اولاد مالدار ہوں اور والدین غریب ہوں تو انہیں کمانے پر مجبور کرنا حسن سلوک کے منافی ہیں۔ (بدائع الصنائع، ج۴،ص:۳۵)

۳۔ اولاد کے پاس مال ہو، یا وہ کمانے پر قادر ہو، جمہور علماء کی یہی رائے ہے، صرف امام مالک کے نزدیک تنگدست بیٹے کو اپنے والدین پر خرچ کرنے کے لئے کمانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

۴۔ اولاد اور والدین کا ایک دین پر ہونا ضروری نہیں ہے، والدین غیر مسلم ہوں تب بھی ان کا نفقہ اولاد پر واجب ہوگا۔

ووصينا الانسان بوالديه حسناوان جاهداك لتشرك بى ماليس لك به علم فلا تطعهما ۔(سورہ عنکبوت:۸)

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی، اور ہاں اگر وہ تم پر زور دیں کہ تم میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھراؤ جس کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس سلسلہ میں ان کی بات نہ ماننا۔

اور سورہ لقمان میں ہے:

وان جاهداك علی ان تشرك بی مالیس لك به علم فلا تطعهما وصاحبهمافی الدینامعروفا۔(سوره لقمان:۱۵)

اوراگر وہ تم پر زور ڈالیں کہ تم میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے تو تم ان کا کہنا نہیں مانو اور بہتر طور پر دنیا میں ان کے ساتھ رہو۔

والدین کا نفقہ کس پر واجب ہوگا؟

والدین کا نفقہ اولاد پر واجب ہوگا، اس لئے کہ وہی والدین کے سب سے قریبی ہوتے ہیں، امام ابوحنیفہ کے نزدیک اولاد میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں شامل ہیں، جمہور فقہاء کے نزدیک بیٹا نہ ہو تو پوتا پر نفقہ واجب ہوگا، جبکہ امام مالک کے نزدیک پوتا پر نفقہ واجب نہیں ہوگا۔

اگر اولاد ایک ہے تو اسی پر پورا نفقہ واجب ہوگا، اور اگر کئی اولاد ہیں مثلاً بیٹا، بیٹی، یا دو بیٹے تو ایک درجہ کی اولاد میں ہر ایک پر برابر برابر نفقہ واجب ہوگا۔

والدین کا نفقہ کتنا واجب ہے؟

والدین کے لئے اتنا نفقہ دینا ضروری ہے جو ان کے لئے کافی ہو، یعنی جس سے ان کی ضرورت پوری ہو جائے۔

ماں کے علاوہ باپ کی دوسری بیویوں کا نفقہ بھی اولاد پر واجب ہے، جمہور علماء کی یہی رائے ہے۔

اولاد کا نفقہ

اولاد کا نفقہ والد پر واجب ہوتا ہے، دلائل اس طرح ہیں:

۱۔والوالدات یرضعن اولادهن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعة وعلی المولود له رزقهن وكسوتهن بالمعروف لا تكلف نفس الا وسعها لا تضار والدة بولدها ولا مولود له بولده۔(سوره بقره:۲۳۳)

مائیں اپنے بچوں کو پورے دوسال دودھ پلائیں، یہ حکم اس کے لئے ہے جو دودھ کی مدت پوری کرنا چاہے، اور اس مدت میں دودھ پیتے بچہ کے باپ پر ان عورتوں کا مروجہ طریقہ کے مطابق کھانا اور کپڑا واجب ہے۔

۲۔رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کی بیوی ہند کے سوال کے جواب میں فرمایا: خذی مایكفيك وولدك بالمعروف۔(صحیح البخاری، حدیث نمبر: ٥٣٦٤)

جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ اولاد اور اولاد کی اولاد کا نفقہ بھی واجب ہوتا ہے، یعنی اگر والد نہیں ہے یا ان کے پاس مال نہیں ہے اور دادا موجود ہے تو دادا پر پوتے کا نفقہ واجب ہوگا، اور اسی طرح نیچے کی اولاد کا حکم ہے۔صرف امام مالک کے نزدیک صرف اولاد کا نفقہ واجب ہوگا، اولاد کی اولاد کا نہیں۔(المغنی، ج ۱۱، ص: ۳۷۴)

اولاد کا نفقہ ماں پر واجب نہیں ہوتا ہے، کیونکہ قرآن میں باپ کو خاص کیا گیا ہے۔

اولاد کا نفقہ کب واجب ہوتا ہے؟

درج ذیل شرائط پائے جانے پر والد یا دادا پر اولاد کا نفقہ واجب ہوگا:

۱۔اولاد کے پاس مال نہ ہو، اور وہ کمانے پر بھی قادر نہ ہوں۔لہٰذا اگر ان کے پاس مال ہے تو وہ اپنا مال اپنی ذات پر خرچ کریں گے، اسی طرح اگر وہ کمانے پر قادر ہیں تو ایسی صورت میں کما کر اپنی ضرورت پوری کریں گے، والد یا دادا پر ان کے نفقہ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی۔

۲۔والد یا دادا اولاد کا نفقہ ادا کرنے پر قادر ہوں، مالداری کی وجہ سے یا کمانے پر قادر ہونے کی وجہ سے۔

حضرت جابر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان كان احدكم فقيرا فليبدأ بنفسه فان فضل فعلى عياله فان فضل فعلى قرابته۔(صحیح مسلم)

اولاد کا نفقہ واجب ہونے کے لئے باپ کا مالدار رہنا ضروری نہیں ہے، اگر وہ تنگدست ہو، تب بھی اولاد کا نفقہ اس پر واجب ہوگا، جمہور علماء کی یہی رائے ہے، صرف

امام مالک کے نزدیک اولاد کے نفقہ کے لئے باپ کو کمانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔(بدائع الصنائع، ج۴،ص:۳۵، جالفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱۰،ص:۷۳۵۳)

کمانے پر قدرت نہ ہونے کے اسباب

ا۔کم سنی یعنی ایسا بچہ جو کمانے کی عمر کو نہیں پہونچا ہے، بچہ اگر کمانے کی عمر کو پہونچ گیا ہے تو والد انہیں کسی مزدوری حاصل کرنے پر لگا سکتے ہیں، بچی اس سے مستثنیٰ ہے، یعنی بچی اگر کمانے کی عمر تک پہونچ گئی ہے تب بھی اس کا نفقہ والد یا دادا پر واجب ہوگا، کیونکہ بچی کو کمانے پر لگانے کی صورت میں دوسرے مسائل کا سامنا کرنا ہوگا، البتہ اس بچی کو کسی عورت کے پاس بھیج کر کوئی صنعت وحرفت سکھائی جاسکتی ہے۔ایسا کرنا والد یا دادا کے لئے جائز ہوگا۔

بالغ لڑکوں کا نفقہ والد یا دادا پر واجب نہیں ہے،سوائے اس کے کہ وہ کسی معذوری مثلاً ذہنی بیماری، جسمانی بیماری کی وجہ سے کمانے پر قادر نہ ہوں،طلب علم کو بھی اسی زمرہ میں رکھا گیا ہے، یعنی بالغ لڑکا اگر تعلیم کے حصول میں مصروف ہے تو اس کا نفقہ والد یا دادا پر واجب ہوگا،اسی طرح اگر بے روزگاری عام ہے،اور ذریعہ معاش اختیار کرنے کے مواقع نہیں ہیں، یا روزگار نہیں مل پا رہا ہے،ان صورتوں میں اگر والد اور دادا کے پاس مال ہے تو ان کے لئے اولاد پر خرچ کرنا ضروری ہوگا۔

جمہور فقہاء کی یہی رائے ہے کہ بالغ لڑکا اگر معذور نہیں ہے تو اس کا نفقہ والد پر واجب نہیں ہوگا،صرف امام احمد بن حنبل اس بات کے قائل ہیں اگر بالغ لڑکا تندرست ہے،مگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو اس صورت میں بھی اس کا نفقہ والد پر واجب ہوگا۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۱۰،ص:۷۴۱۳)

۲۔انوثت: بچی بالغ ہوجائے تب بھی اس کے نکاح ہونے تک اس کا نفقہ والد یا دادا پر واجب ہوگا،نکاح ہونے کے بعد اس کا نفقہ اس کے شوہر پر واجب ہوگا،اگر کسی وجہ سے علاحدگی ہوگئی تو ایسی صورت میں پھر اس کا نفقہ والد یا دادا پر واجب

ہوگا، والد یا داد کے لئے ایسی لڑکی کو کمانے پر مجبور کرنے کا اختیار نہیں ہے، اگر وہ اپنی خوشی سے کوئی مناسب صنعت سیکھ لیتی ہے اور کمانے لگتی ہے ایسی صورت میں اس کا نفقہ والد یا دادا سے ساقط ہو جائے گا، اگر وہ اپنی ضرورت کے بقدر نہیں کما پاتی ہے تو ایسی صورت میں بھی والد پر نفقہ واجب ہوگا۔

۳۔مرض: ایسا مرض جو کمانے سے مانع ہو، مثلاً ذہنی امراض، جسمانی امراض، لہٰذا اگر بچہ بالغ ہے مگر وہ مرض کی وجہ سے کمانے پر قادر نہیں ہے، تو ایسے بالغ بچہ کا نفقہ بھی والد یا دادا پر واجب ہوگا۔

علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

وأما قرابة الولاد فينظر ان كان المنفق هو الاب فلا يشترط يساره لوجوب النفقة عليه بل قدرته على الكسب كافية حتى تجب عليه النفقة على اولاد ه الصغار والكبار الذكور الزمنى انقراء والاناث الفقيرات وان كن صحيحات وان كان معسرا بعدأن كان قادرا على الكسب لان الانفاق عليهم عند حاجتهم وعجزهم عن الكسب احيائهم واحياء هم احياء نفسه لقيام الجزئية والعصبية واحياء نفسه واجب ۔(بدائع الصنائع ،ج ٤،ص:٣٥)

۴۔حصول تعلیم: بالغ لڑکے اگر تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہیں تو ان کا نفقہ ان کے والد پر واجب ہوگا، خواہ وہ کمانے پر قادر ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ تعلیم کا حصول فرض کفایہ ہے، اگر بچوں کو کمانے میں مشغول کیا جائے تو امت کے مصالح کا وجود نہیں ہو پائے گا، تعلیم میں مصروف رہنے کی صورت میں یہ شرط بھی ہے کہ وہ پڑھنے میں کامیاب بھی ہو، اگر وہ کند ذہن ہے تو اس کے لئے کوئی صنعت وحرفت سیکھنا زیادہ بہتر ہے۔(الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۱۰،ص:۷۴۱۴)

اولاد کا نفقہ کس پر واجب ہوتا ہے؟

جمہور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر والد موجود ہیں، ان کے پاس مال ہے

یا وہ کمانے پر قادر ہیں تو اولاد کا نفقہ انہی پر واجب ہوگا، اولاد پر خرچ کرنے کی ذمہ داری تنہا والد پر ہے، اس میں کوئی شریک نہیں ہوگا: وعلى المولود له رزقهن و كسوتهن

اگر والد موجود نہیں ہیں یا ان کے پاس مال نہیں ہے اور وہ کسی وجہ سے کمانے پر قادر بھی نہیں ہیں ایسی صورت میں ان کا نفقہ ان کے اصول پر واجب ہوگا، یعنی اگر دادا کے پاس مال ہے تو دادا پر، ورنہ اس کی ماں پر نفقہ واجب ہوگا، اور اگر دونوں موجود ہوں تو دونوں پر، وراثت میں ان کے حصہ کے بقدر۔ یعنی ماں پر ایک تہائی اور دادا پر دو تہائی نفقہ واجب ہوگا۔

اولاد کے لئے نفقہ کی مقدار

فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اولاد کے نفقہ سے مراد اتنا نفقہ ہوتا ہے جو اولاد کے لئے کافی ہو، کیونکہ یہ نفقہ ضرورت کی تکمیل کے لئے واجب ہوتا ہے، لہذا اولاد کی بنیادی ضرورت مثلا کھانا، کپڑا، رہائش، دودھ پینے والا ہے تو اس کے لئے دودھ نفقہ میں شامل ہوگا، نفقہ میں جس علاقہ میں بچہ موجود ہے وہاں کا لحاظ کیا جائے گا یعنی وہاں کے لحاظ سے اس کا کھانا اور دیگر چیزیں ہوں گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خذی مایکفیك و ولدك بالمعروف۔

اگر بچہ کو کسی خادم کی ضرورت ہے تو اس کے لئے خادم فراہم کرنا بھی نفقہ میں شامل ہوگا۔

اسی طرح اگر بچہ کی بیوی بھی ہے تو اس بیوی کا نفقہ بھی والد کے ذمہ ہوگا، یہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کی رائے ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک لڑکے کی بیوی کا نفقہ والد پر واجب نہیں ہے۔

۳۔ والدین اور اولاد کے علاوہ قریبی رشتہ داروں کا نفقہ

والدین اور اولاد کے علاوہ قریبی رشتہ دار مثلا بھائی، چچا، ماموں، بھتیجا، پھوپھی،

خالہ کا نفقہ بھی واجب ہوتا ہے۔دلائل اس طرح ہیں:

١ـوآت ذاالقربی حقه(سوره اسراء:٢٦)

٢ـواعبدوالله ولاتشركوابه شيئا وبالوالدين احسانا وبذى القربى ـ(سوره نساء:٣٦)

٣ـواولوا الارحام بعضهم اولى ببعض فى كتاب الله ـ(سوره انفال:٧٥)

٤ـيدالمعطى العليا،وابدأ بمن تعول امك واباك واختك واخاك ثم ادناك ادناك ـ(السنن الكبرى للبيقهى،حديث نمبر:٢٣٢٣)

قال رجل يارسول الله من ابر؟قال امك واباك واختك واخاك ومولاك الذى يلى ذلك حق واجب ورحم موصولة ـ(الادب المفرد،باب وجوب وصلة الرحم،سنن دائود،حديث نمبر:٥١٤٠)

فقہ حنفی کے مطابق ذورحم محرم یعنی ایسے رشتہ دار جن سے نکاح کرنا حرام ہے،ان کا نفقہ واجب ہوگا،جیسے چچا،بھائی،بھتیجا،چچی،خالہ،خالو وغیرہ،البتہ ایسے رشتہ دار جو محرم نہیں ہیں یعنی جن سے نکاح کرنا جائز ہے،مثلاً چچازاد بھائی،ان کا نفقہ واجب نہیں ہوگا،اسی طرح جو محرم ہیں مگر رشتہ دار نہیں ہیں،مثلاً رضاعی بھائی،ان کا نفقہ بھی واجب نہیں ہوگا۔

فقہ حنبلی میں ایسے رشتہ داروں کا نفقہ واجب ہوگا جو وارث بنتے ہیں۔فقہ مالکی اور فقہ شافعی میں والدین اور اولاد کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کا نفقہ واجب نہیں ہوتا ہے۔

قریبی رشتہ داروں کا نفقہ کب واجب ہوتا ہے؟

ا۔ذورحم محرم کے پاس مال نہ ہو،یعنی وہ فقیر ہو،اور کسی معذوری کی وجہ سے کمانے پر قادر نہ ہو،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وعلى الوارث مثل ذلك ـ(سوره بقرة آيت نمبر ٢٣٣)

حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرات میں یہ آیت اس طرح ہے:وعلى الوارث ذى

الرحم المحرم مثل ذلك۔

مذکورہ صفات کا پایا جانا ضروری ہے،اس کے بغیر ذورحم محرم کا نفقہ واجب نہیں ہوگا،یعنی اگر وہ کمانے پر قادر ہے تو اس کا نفقہ واجب نہیں ہوگا۔

۲۔ذورحم محرم کا نفقہ جس پر واجب ہے ان کا اور ذوالرحم کا دین ایک ہو،اختلاف دین کے ساتھ یہ نفقہ واجب نہیں ہوتا،برخلاف والدین،اولاد اور شوہر و بیوی کے،کہ وہاں اختلاف دین کے ساتھ بھی نفقہ واجب ہوتا ہے۔

۳۔جن پر نفقہ واجب ہے،ان کے پاس مال ہو،اگر ان کے پاس مال نہیں ہے تو ان پر نفقہ واجب نہیں ہوگا،گر چہ وہ کمانے پر قادر ہوں،یعنی انہیں ذورحم محرم کو نفقہ دینے کے لئے کمانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا،کیونکہ ذورحم محرم کا نفقہ صلہ رحمی کی قسم کا ہوتا ہے،اور صلہ رحمی مالدار پر واجب ہے۔

ذورحم محرم کا نفقہ قضاء قاضی کے ذریعہ واجب ہوتا ہے یا آپسی رضامندی سے،یعنی اگر ذورحم محرم کو اس شخص کا مال مل جائے جس پر اس کا نفقہ واجب ہے تو وہ مال اس کے لئے حلال نہیں ہوگا،برخلاف والدین اور اولاد کے۔

۴۔بیوی کا نفقہ

فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب ہے،خواہ بیوی مسلم ہوں یا غیر مسلم،بشرطیکہ وہ نکاح صحیح کے ذریعہ بیوی بنی ہو،دلائل اس طرح ہیں:

بیوی کا نفقہ واجب ہونے کے دلائل

اس بارے میں درج ذیل آیات ہیں:

۱۔لینفق ذو سعة من سعته و من قدرعليه زرقه فلينفق مماآتاه الله لا يكلف الله نفسا الا ماآتاها۔(سورہ طلاق:۷)

۲۔وعلى المولود له رزقهن و كسوتهن بالمعروف۔(سورہ بقرہ:۲۳۳)

٣۔اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم ۔(سورہ طلاق :٦)

٤ ۔ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن۔(سورہ طلاق:٦)

احادیث:

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا:

اتقوا اللہ فی النساء فانھن عوان عندکم اخذتموھن بامانۃ اللہ واستحللتم فروجھن بکلمۃ اللہ ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف ۔(صحیح مسلم)

اسی خطبہ میں مزید فرمایا:

الا ان لکم علی نساء کم حقا ولنساء کم علیکم حقا، فأما حقکم علی نسائکم فلا یوطئن فرشکم من تکرھون ولا یأذن فی بیوتکم لمن تکرھون ألا وحقھن علیکم ان تحسنوا الیھن فی کسوتھن وطعامھن ۔(سنن الترمذی،باب ماجاء فی حق المراۃ علی زوجھا،حدیث نمبر١١٦٣)

ایک صحابی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ بیوی کا حق شوہر پر کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یطعمھا اذا طعم ویکسوھا اذا کسی وان لا یھجرھا الا فی البیت ولا یضربھا ولا یقبح۔

ہندنامی صحابیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: ابوسفیان بہت کنجوس ہیں، وہ مجھے اتنا بھی نہیں دیتے کہ میرے لئے اور میرے بچوں کے لئے کافی ہو ،تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خذی مایکفیك وولدك بالمعروف ۔(سنن ترمذی)

اجماع:

فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ بیویوں کا نفقہ ان کے شوہروں پر واجب ہوتا

ہے، بشرطیکہ وہ بالغ ہوں اور ناشزہ نہ ہوں۔ (المغنی، ج۱۱،ص:۳۴۸)لہذا اگر بیوی اتنی چھوٹی ہے کہ ان سے لطف اندوز ہونا ممکن نہیں ہے تو اس کا نفقہ واجب نہیں ہوگا۔

عقلی دلیل:

نکاح کے نتیجہ میں بیوی شوہر کے لئے گھری ہوئی ہوتی ہے، شوہر کے حقوق کی بنیاد پر وہ اپنے لئے کمانے کے لئے فارغ نہیں ہوتی، لہذا شوہر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی پر خرچ کرے، جو کسی کے لئے گھرا ہوا ہو اس کا نفقہ اسی پر واجب ہوتا ہے، جیسے ملازم، فوجی کہ ملازم کا نفقہ اپنے مالک پر اور فوجی کا نفقہ حکومت پر واجب ہوتا ہے۔ (المغنی، ج۱۱،ص: ۳۴۸، الفقہ الاسلامی وادلتہ)

نفقہ میں کس کا اعتبار کیا جائے گا؟

کھانا، کپڑا اور رہائش میں کس کا اعتبار کیا جائے گا؟ شوہر کا یا بیوی کا، یا دونوں کا؟ اس بارے میں فقہاء کے رائیں الگ الگ ہیں، امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ شوہر اور بیوی دونوں کی معاشی صورت حال کا خیال رکھا جائے گا، یعنی اگر دونوں مالدار ہیں تو مالداروں والا نفقہ، دونوں غریب ہیں تو غریبوں والا نفقہ، اور اگر ایک مالدار ہے اور دوسرا غریب تو اوسط درجہ کا نفقہ واجب ہوگا، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک عورت کی حیثیت کا اعتبار کیا جائے گا، کیونکہ نفقہ عورت کی ضرورت کی تکمیل کے لئے ہے، لہذا اس کو اتنا نفقہ دیا جائے کہ اس سے اس کی ضرورت پوری ہو سکے۔ (المغنی، ج۱۱،ص:۳۴۹)

فقہاء احناف کے درمیان بھی اس مسئلہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے، امام کرخی کی رائے یہ ہے کہ کھانے اور کپڑے میں شوہر کی معاشی پوزیشن کا اعتبار کیا جائے گا، جبکہ امام خصاف کی رائے کے مطابق شوہر اور بیوی دونوں کی معاشی صورت حال کا اعتبار کیا جائے گا۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ)

بیوی کا نفقہ شوہر پر کیوں واجب ہوتا ہے؟

اس بارے میں علماء کی دو رائیں ہیں: فقہائے احناف کی رائے یہ ہے کہ نکاح صحیح کے نتیجہ میں بیوی کا شوہر کے لئے (گھری ہوئی) محبوس ہونا نفقہ کے مستحق ہونے کی علت ہے۔

اس علت سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ نکاح فاسد کی صورت میں بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں ہوگا۔

اسی طرح عدت کی حالت میں بھی بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا، خواہ عدت طلاق کی وجہ سے ہو یا انتقال کی وجہ سے ہو، کیونکہ عدت میں بھی بیوی گھری ہوئی ہوتی ہے۔

دوسری رائے جمہور علماء کی ہے، ان کے نزدیک بیوی کا نفقہ واجب ہونے کی بنیاد زوجیت ہے، یعنی بیوی ہونا ہے۔

علت میں اس فرق کی بنیاد پر فقہائے احناف کے نزدیک طلاق رجعی کی صورت میں بیوی نفقہ کی حقدار ہوگی، اور طلاق بائن کی صورت میں بھی وہ نفقہ کی حقدار ہوگی، خواہ وہ حاملہ ہو یا نہ ہو، جبکہ دوسرے فقہاء کے نزیک طلاق بائن کی صورت میں اگر عورت حاملہ ہے تبھی وہ نفقہ کی حقدار ہوگی۔

بیوی کا نفقہ کب واجب ہوتا ہے؟

شوہر پر بیوی کا نفقہ واجب ہونے کے لئے چار شرائط ہیں:

ا۔ بیوی اپنے آپ کو شوہر کے حوالے کر دے۔ اپنے نفس کو شوہر کے حوالے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کہ درمیان ایسی تنہائی ہو جائے کہ جنسی تعلق قائم کرنے یا لطف اندوز ہونے میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے، ایسی صورت میں اگر وہ شوہر کی اجازت سے اپنے میکے میں رہے گی تب بھی نفقہ کی حقدار ہوگی۔

اس بنیاد پر اگر بالغ بیوی رخصت ہوکر شوہر کے گھر گئی تو اس کا نفقہ واجب ہوگا،

کیونکہ نفقہ کا سبب پایا جارہا ہے۔

اسی طرح اگر بیوی اپنے گھر پر ہی ہے، مگر اس نے شوہر کو اپنے قریب آنے سے منع نہیں کیا تب بھی وہ نفقہ کی حقدار ہوگی۔

لیکن اگر بیوی نے خود کو شوہر کے حوالہ کرنے سے منع کر دیا یا اس کے ولی نے منع کیا، ایسی صورت میں وہ نفقہ کی حقدار نہیں ہوگی۔

۲۔ بیوی اتنی بڑی ہو کہ اس سے استمتاع ممکن ہو، لہٰذا اگر وہ اتنی کم عمر ہے کہ اس سے کسی طرح لطف اندوز ہونا ممکن نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہوگا۔ امام ابو یوسف کی رائے یہ ہے کہ اگر بیوی کم عمر ہے، اس سے جنسی تعلق قائم کرنا ممکن نہیں ہے، مگر وہ شوہر کی خدمت کرتی ہے، اور اس نے خود کو شوہر کے سپرد کر دیا، تو ایسی صورت میں اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہوگا۔ (بدائع الصنائع)

اسی طرح اگر شوہر کم عمر ہے، مگر بیوی بالغہ ہے، تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہوگا، کیونکہ اس کی طرف سے شرط پوری ہو رہی ہے۔ یہی حکم اس صورت میں بھی ہوگا جب شوہر نامرد ہو، کسی وجہ سے بیوی سے جنسی تعلق قائم کرنے پر قادر نہ ہو۔

۳۔ اس کا نکاح 'نکاح صحیح' ہو، یعنی وہ نکاح صحیح کے ذریعہ بیوی بنی ہو، اگر کسی وجہ سے نکاح فاسد ہو گیا تو بیوی نفقہ کی حقدار نہیں ہوگی، کیونکہ نکاح فاسد کو ختم کرنا ضروری ہوتا ہے۔

۴۔ شوہر کا حق کسی عذر شرعی کے بغیر فوت نہ ہو رہا ہو، اسی طرح کوئی ایسی وجہ نہ ہو جو شوہر کی طرف سے پائی جائے، مثلاً بیوی ناشزہ (نافرمان) ہے، تو وہ نفقہ کی حقدار نہیں گی، لیکن اگر شوہر نامرد ہے تو بیوی نفقہ کی حقدار ہوگی، کیونکہ وجہ شوہر کی طرف سے پائی جا رہی ہے۔

نفقہ میں کیا کیا چیزیں شامل ہوں گی؟

فقہائے احناف کے نزدیک بیوی کے نفقہ کی مقدار متعین نہیں ہے، اسے اتنا نفقہ

ملے گا جس سے اس کی ضرورت پوری ہو سکے۔

نفقہ میں درج ذیل چیزیں شامل ہوں گی:

۱۔کھانا:اس میں کھانے سے متعلق تمام ضروری چیزیں شامل ہیں۔فقہاء نے لکھاہے کہ شوہر پر پکاہوا کھانا دیناضروری ہے،اگر کچااناج پکانے کے لئے دیا،اور بیوی اسے نہیں پکانا چاہتی ہے تو اسے انکار کرنے کا اختیار ہوگا۔(بدائع الصنائع)

۲۔کپڑا:سال میں دومرتبہ کپڑا دینا نفقہ میں شامل ہے،ایک مرتبہ سردی میں اور ایک مرتبہ گرمی میں،یہ علاقہ کی مناسبت سے ہوگا،یعنی جس شہر میں بیوی رہتی ہو وہاں کے تقاضوں کے مطابق ۔اسی طرح آرام کرنے اور سونے سے متعلق ضروری چیزیں مثلا بستر،تکیہ،گداوغیرہ بھی نفقہ میں شامل ہوگا۔امام شافعی کے نزدیک سال میں ایک مرتبہ ہی کپڑا ملے گا۔(المغنی،ج۱۱ص:۳۵۹)

۳۔رہائش:بیوی کی حیثیت کے مطابق مکان فراہم کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے، مکان خواہ شوہر کی ملکیت ہو یا کرایہ کا ہو،یا عاریتاً ہو، یا وقف کا ہو،اسی طرح مکان میں رہائش سے متعلق تمام ضروریات موجود ہوں۔

۴۔خادم کا انتظام:اگر شوہر مالدار ہے یا بیوی ایسے خاندان سے تعلق رکھتی ہے جہاں خادم ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں بیوی کے لئے خادم کا انتظام کرنا بھی شوہر پر لازم ہوگا،اوراس خادم کا نفقہ یعنی اس کا کھانا، کپڑا شوہر کے ذمہ لازم ہوگا۔

امام مالک اور امام شافعی کی رائے کے مطابق ایسی عورت کو ایک خادم ملے گا۔ (المغنی،ج۱۱ص:۳۵۶) جبکہ امام ابو یوسفؒ اور امام ابوثورؒ کی رائے ہے کہ دو خادم ہونے چاہئے،ایک گھر کے اندر کے کاموں کے لئے اور دوسرا باہر کے کاموں کے لئے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ،۱۰ص:۷۳۹۳)

۵۔گھریلو ساز وسامان مثلاً گھر کی ضرورت کی تمام چیزیں اور صفائی کے آلات بھی بیوی کے نفقہ میں شامل ہیں۔(الفقہ الاسلامی وادلتہ،ج۱۰ص:۷۳۹۵)

بیوی کا علاج

بیوی کا علاج نفقہ میں شامل ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں قدیم فقہاء کی رائے یہ ہے کہ بیوی کے علاج کی ذمہ داری شوہر پر نہیں ہے، بلکہ بیوی اپنا علاج اپنے مال سے کرائے گی، اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس کا نفقہ جس کے ذمہ ہوگا اسی کے ذمہ علاج کا خرچ بھی ہوگا، فقہاء اس کی علت یہ بیان کرتے ہیں کہ علاج اصل جسم کی حفاظت کے لئے ہے، اور جبکہ شوہر کا تعلق جسم کی منفعت سے ہے، مثلا مکان کی مرمت کی ذمہ داری مالک مکان پر ہوتی ہے، نہ کہ کرایہ دار پر۔

قدیم فقہاء کی رائے اس پس منظر میں تھی کہ اس زمانہ میں علاج کا باضابطہ کوئی نظام نہیں تھا، جڑی بوٹیوں سے علاج ہوجایا کرتا تھا، اور یہ چیزیں آسانی سے مفت میں مل جاتی تھیں، لیکن موجودہ دور میں علاج ایک مستقل فن بلکہ مہنگے فن کی شکل اختیار کرچکا ہے، اس لئے موجودہ دور کے فقہاء کی رائے یہ ہے کہ علاج بھی غذا کی طرح ہے، اور جس طرح غذا فراہم کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے اسی طرح علاج کرانا بھی شوہر پر لازم ہوگا۔

ناشزہ کا نفقہ

نشوز کے معنی ہیں شوہر کی نافرمانی، شوہر کے جو حقوق نکاح کے نتیجہ میں بیوی پر لازم ہیں ان کی ادائیگی سے انکار کرنا نشوز کہلاتا ہے، بیوی شوہر کو اپنے پاس آنے سے منع کردے، یا اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے چلی جائے یا شوہر کے ساتھ کہیں جانے سے منع کردے، تو ان صورتوں میں اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہوگا، (المغنی، ج ۱۱، ص: ۴۰۹)، کیونکہ جب بیوی کسی عذر شرعی کے بغیر شوہر کے گھر سے چلی گئی تو اب اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گا۔ یہاں عذر شرعی سے مراد یہ ہے کہ مہر معجّل طے پایا ہو اور شوہر مہر ادا نہ کررہا ہے یا شوہر کوئی مناسب رہائش بیوی کو نہ فراہم کررہا ہو۔

بیوی اگر اپنی رہائش گاہ میں شوہر کو نہ آنے دے تب بھی بیوی ناشزہ سمجھی جائے

گی ،اوراس کا نفقہ شوہر پرواجب نہیں ہوگا۔

ملازمت کرنے والی عورت کا نفقہ

عورت دن یارات میں ملازمت کرتی ہے مثلاتدریس ،نرسنگ ، یا کوئی ملازمت ،ایسی صورت میں اگرشوہرکوبیوی کی ملازمت پرکوئی اعتراض نہیں ہے تب اس کا نفقہ شوہر پرواجب ہوگا،لیکن اگرشوہرنے بیوی کوملازمت کرنے سے منع کیا پھربھی بیوی ملازمت کررہی ہے تو ایسی صورت میں وہ نفقہ کی حقدارنہیں ہوگی ۔

بیمار بیوی کا نفقہ

بیمار بیوی کا نفقہ شوہر پرواجب ہوتاہے،اس پرتمام فقہاء کا اتفاق ہے،خواہ وہ نکاح کے وقت بیمار ہوئی ہو۔

جس کی رخصتی نہیں ہوئی ہے

اگر بیوی کسی شرعی سبب کی بناپرشوہرکواپنے گھر آنے سے روک دے یاوہ شوہر کے مکان میں منتقل ہونے سے منع کردے توایسی صورت میں وہ نفقہ کی حقدار ہوگی ،عذر سے مرادمہرمعجّل کا حاصل کرنا ہے،لیکن اگروہ کسی سبب شرعی کے بغیرشوہرکواپنے گھر آنے سے منع کرتی ہے یاشوہر کے گھرنہیں جاتی ہے تب وہ نفقہ کی حقدارنہیں ہوگی ۔

بیوی جیل چلی جائے

اگرکسی وجہ سے بیوی قید ہوجائے ،جیل چلی جائے تواس صورت میں بھی اس کا نفقہ شوہر پرواجب نہیں ہوگا۔کیونکہ ایسی صورت میں شوہر کا حق استمتاع معطل ہوجا تاہے۔اگر ظلما بیوی قید ہوگئی یا کسی نے اس کا اغوا کرلیاایسی صورت میں بھی امام ابوحنیفہ اورامام احمد بن حنبل کے نزدیک اس کا نفقہ ساقط ہوجائے گا،لیکن امام مالک کے نزدیک اس وقت وہ نفقہ کی حقدار ہوگی ۔

بیوی کا سفر

فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر بیوی شوہر کے علاوہ کسی کے ساتھ حج یا اس کے علاوہ کسی سفر پر جاتی ہے تو اس صورت میں اس کا نفقہ ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اگر وہ محرم کے بغیر تنہا کہیں سفر کرتی ہے تب بھی اس کا نفقہ ساقط ہو جائے گا، کیونکہ شوہر کا حق ختم ہو رہا ہے۔

اگر بیوی محرم کے ساتھ حج کا سفر کرتی ہے تو اس وقت وہ نفقہ کی حقدار ہوگی، چاہے وہ شوہر کی اجازت کے بغیر حج کے لئے گئی ہو۔

ارتداد

بیوی کے مرتد ہونے سے اس کا نفقہ ساقط ہو جائے گا، کیونکہ مرتد ہونے کی وجہ سے نکاح ختم ہو جاتا ہے۔

زمانہ عدت کا نفقہ

عدت کی مختلف شکلیں ہیں، مثلاً شوہر کے وفات کے نتیجہ میں واجب ہونے والی عدت، میاں بیوی کے درمیان علاحدگی کی صورت میں عدت، وغیرہ۔

اگر شوہر کے وفات کی وجہ سے عورت پر عدت لازم ہوئی ہے، تو ایسی صورت میں اس کا نفقہ شوہر پر لازم نہیں ہوگا۔ لیکن عدت طلاق میں خواہ طلاق رجعی ہو یا طلاق بائن یا مغلظہ، بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا، کیونکہ طلاق رجعی میں بیوی ابھی نکاح کے حکم میں ہی ہے، مرد جب چاہے رجوع کر سکتا ہے، طلاق بائن اور تین طلاق والی عدت میں اگرچہ نکاح ختم ہو جاتا ہے، اور عورت مکمل طور پر نکاح سے خارج ہو جاتی ہے، مگر دوران عدت ایسی عورت کسی مرد سے نکاح نہیں کر سکتی ہے، اس بناء پر اس کا نفقہ شوہر پر واجب رہے گا۔

شوہر غائب ہو جائے

نکاح کے بعد اگر شوہر غائب ہو جائے اور بیوی کا نفقہ نہ ادا کرے، ایسی صورت

میں عورت کیا کرے گی؟ اس بارے میں فقہائے احناف کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ایسی عورت شوہر کے نام پر قرض لے کر گزارہ کرے گی، بشرطیکہ عدالت نے اس کا نفقہ مقرر کر دیا ہو، جبکہ ائمہ ثلاثہ یعنی امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کی رائے یہ ہے کہ شوہر کے غائب ہونے کی صورت میں عورت کو قرض لینے کا اختیار مطلقا ہوگا، اس کے لئے عدالت سے نفقہ مقرر کرانا لازم نہیں ہے۔ اور اگر شوہر نفقہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں مسلسل لاپروائی برت رہا ہے اور نفقہ نہیں دے رہا ہے تو ایسی صورت میں نفقہ کی عدم ادائیگی کی بنیاد پر عورت عدالت میں درخواست دے سکتی ہے کہ اسے نفقہ دیا لا جائے یا اس بنا پر تعزیر کی جائے۔

شوہر کی تنگدستی کے سبب تفریق

کیا شوہر کے تنگدست ہونے کی بنیاد پر زوجین کے درمیان تفریق کی جا سکتی ہے؟ اس بارے میں فقہائے احناف کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ شوہر اپنی تنگدستی کے سبب بیوی کا نفقہ نہ ادا کر رہا ہو تو ایسی صورت میں اس کے درمیان تفریق نہیں کرائی جائے گی، احناف کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ میں بھی بعض خوشحال تھے، اور بعض تنگدست، مگر دور نبوی میں ایک بھی ایسی مثال موجود نہیں ہے کہ شوہر کی تنگدستی یا عدم انفاق کی وجہ سے تفریق کرائی گئی ہو، چنانچہ احناف کے نزدیک شوہر اگر خوش حال ہے پھر بھی وہ نفقہ نہیں ادا کرتا ہے تو قاضی اس کے مال کو فروخت کرنے یا شوہر کو قید میں ڈالنے کا حکم دے گا، اور اگر شوہر تنگدست ہے اور وہ اپنی عسرت کی وجہ سے نفقہ نہیں ادا کر رہا ہے تو قاضی اس کو مہلت دے گا، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: وہ تنگی کے بعد فراغت پیدا فرماتا ہے۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک شوہر کے نفقہ ادا نہ کرنے کی صورت میں تفریق کرائی جائے گی، کیونکہ ایسی صورت میں ان عورتوں کو ایسے مردوں کے ساتھ نکاح میں رکھنا ان عورتوں پر ظلم وزیادتی کے مترادف ہوگا، اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

لاتمسکوھن ضرارا لتعتدوا۔(سورہ بقرہ:۲۳)

موجودہ حالات میں نفقہ نہ ادا کرنے کی صورت میں عورت کو دارالقضاء سے رجوع کرنا چاہیے، اگر قاضی محسوس کرتا ہے کہ شوہر نفقہ ادا کرنے پر قادر نہیں ہے یا جان بوجھ کر بیوی کو نفقہ نہیں دیتا ہے، اور اس طرح وہ بیوی کو پریشان کر رہا ہے تو ایسی صورت میں قاضی شوہر سے بات کرے گا، اور انہیں ضرورت محسوس ہوئی تو مذکورہ عورت کا نکاح فسخ کر دے گا۔

☆☆☆☆☆☆